خطبۂ جمعہ برائے 12/اپریل 2019

نکاح-معاشرتی زندگی کی بنیاد

نوٹ: اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریۂ توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔اسلام نے نکاح کو نسل انسانی کے بقا و تحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اور اس کی بڑی اہمیت بیان کی ہے، بلکہ اسے معاشرتی زندگی کی بنیاد قرار دیا ہے۔نیز نکاح کے سلسلے میں اسلام نے جو ہدایات و تعلیمات پیش کی ہیں، یقینا وہ خوشگوار ازدواجی زندگی اور خوشحال خاندانی نظام کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ پورے سال کی بہ نسبت اپریل اور مئی کی سالانہ تعطیلات میں نکاح کی تقریبات بکثرت منعقد ہوتی ہیں،اس موقع پر اگر مساجد میں جمعہ کے موقع پر ائمہ کرام نکاح سے متعلق اسلامی تعلیمات کو بیان کریں تو معاشرہ پر اس کے مفید اور دوررس اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔اسی مقصد کے پیش نظر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سوشل میڈیا ڈیسک کی جانب سے" نکاح معاشرتی زندگی کی بنیاد" کے عنوان سے خطبہ جمعہ ائمہ کرام کی خدمت میں ارسال کیا جارہا ہے،امید ہے کہ وہ اسے اپنے خطاب جمعہ کا حصہ بنائیں گے! جزاکم اللہ خیرا

انسانی رشتے سبھی اپنی اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں؛لیکن سب سے پہلا رشتہ جو انسانوں کے درمیان قائم ہوا،وہ میاں بیوی کا رشتہ تھا،اسی رشتہ نکاح کے مقصد اور اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

{وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْہَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ} ۱

(اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں؛ تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کردی، یقینا اس میں بہت سی نشانیاں ہیں،ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔)

اگر انسانی وجود اور اس کے باہمی رشتہ پر غور کریں تو تمام رشتوں میں سب سے پہلا اور اہم رشتہ جو انسان کے درمیان قائم ہوا،وہ شوہر اور بیوی کا رشتہ ہے،جب اللہ نے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا کیا اور انہیں جنت میں رکھا تو انسانی فطرت کے اس تقاضہ کی تکمیل کے لیے کہ اس کا کوئی رفیق وہمدرد ہو،اللہ نے عورت کی شکل میں بیوی پیدا کیا اور ان دونوں کے درمیان رشتہ زوجیت کو قائم کیا؛ تاکہ نسل انسانی کا یہ سلسلہ باقی رہے،جوڑے بنتے رہیں اور نسلیں پھیلتی رہیں،انسانی وجود کی بقاء کے لیے یہ انتہائی ضروری تھا،نہ یہ کہ صرف انسانی وجود کے پھیلاؤ کے لیے ضروری تھا؛ بلکہ ایک دوسرے کے فطری تقاضہ کی تکمیل کے لیے بھی ضروری تھا؛اسی لیے اللہ رب العزت نے مرد کا جوڑا عورت کی شکل میں پیدا کیا اور رشتہ ازدواج میں منسلک کرکے ان کے درمیان الفت ومحبت پیدا کردی اور انہیں ایک دوسرے کے سکون کا ذریعہ بنایا،اس رشتہ نکاح کو اللہ نے خاص اہمیت دی اور دنیا و آخرت دونوں جگہ اس کو برقرار رکھا اور نہ صرف برقرار رکھا؛ بلکہ اسے اختیار کرنے کی ترغیب دی اور اسے عبادت کا درجہ دیا،چناں چہ آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے:

"النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی"۔(۱)

(نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت پر نہ چلے گا وہ میرا نہ ہوگا۔)

"وأتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی"۔(۲)

(اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جو کوئی میرے اس طریقے سے روگردانی کرے گا وہ میرا نہ ہوگا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم نوجوانوں کو پاکبازی اور پاکدامنی کی تعلیم دیتے ہوئے نکاح کرنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی تلقین کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"من استطاع الباءۃ فلیتزوج فإنہ أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فإنہ لہ وجاء"۔(۳)

(جو شخص استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کرے؛ اس لیے کہ یہ نگاہ کی پاکیزگی اور شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جس شخص کے پاس شادی کرنے کی استطاعت نہ ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے کہ یہ اس کی شہوت کا توڑ ہوگا۔)

عزت وناموس اور پاک دامنی کی حفاظت کا بہترین ذریعہ نکاح ہے، والدین کی ذمہ داری ہے کہ جب اولاد بالغ ہوجائے تو مناسب رشتہ تلاش کرکے ان کا نکاح کردیں،عزت و پاکدامنی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو تکمیل ایمان کا ذریعہ اور آدھا دین بتاتے ہوئے فرمایا ہے:

’’إذا تزوج العبد فقد کمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی‘‘۔(۱)

(جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو وہ اپنا آدھا دین پورا کرلیتا ہے،بس باقی آدھے کے بارے میں بھی تقویٰ کی روش اختیار کرے۔)

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح سے پہلوتہی اختیار کرنے والے کو ناپسند فرمایا ہے اور اس عمل کی کوئی گنجائش نہیں دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’لا صرورۃ فی ال إسلام‘‘۔(۲)

(اسلام میں تجرد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔)

ان واضح ارشادات کی روشنی میں کسی نوجوان اور صاحب استطاعت کے لیے شادی سے روگردانی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اسلام کے علاوہ دنیا میں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں ان میں سے بعض میں بزرگی اور تقویٰ کا مدار دنیاوی جھمیلوں سے الگ تھلگ ہو کر گوشہ نشینی کی زندگی گزارنے پر ہے اور شادی بھی ان کے نزدیک دنیاوی امور میں سے ہے،اس لیے نکاح سے کنارہ کشی اختیار کرنا ان کے نزدیک ناپسندیدہ نہیں ہے۔

لیکن اسلام کہتا ہے کہ انسان جائز حدود میں رہتے ہوئے دنیا میں تو لگا رہے،مگر دنیا کا ہو کر نہ رہ جائے؛بلکہ دنیاوی کاموں میں بھی خدا کی مرضی پر چل کر اپنی دنیا کو دین بنالے،چنانچہ مذہب اسلام میں اس کی ترغیب ہے کہ تجرد کی زندگی سے بہتر یہ ہے کہ نکاح کرے اور اپنے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرے۔اللہ رب العزت نے نکاح کرنے پر دنیاوی خوشحالی اور بہتر زندگی کا وعدہ فرمایا ہے:

{وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ}۔(۳)

(اور نکاح کردو اپنے میں غیر شادی شدہ عورتوں کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا،اگر وہ نادار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں مالدار کردے گا اور اللہ بہت وسعت والا،جاننے والا ہے۔)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمود آلوسیؒ فرماتے ہیں:

’’ظاہر آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ نے اس آیت میں شادی کرنے پر غنی کردینے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو لوگ فقر وفاقہ کو بہانہ بنا کر شادی کرنے سے گریز کرتے ہوں ان کی بہانہ جوئی کا سد باب مقصود ہو‘‘۔(۱)

رشتہ نکاح دو مختلف خاندانوں کے درمیان محبت وتعلق کا ذریعہ اور سبب ہوتا ہے۔ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’لم نرللمتحابین مثل النکاح‘‘۔(۲)

(ہم نے دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کے مثل کوئی چیز نہیں دیکھی۔)

نکاح چوں کہ خاندان کے وجود کا ذریعہ ہے اور خاندان کی معاشرتی زندگی کا صالح ہونا ضروری ہے؛اس لیے نکاح کے لیے جوڑے کا انتخاب مختلف چیزوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔لڑکی کا انتخاب کچھ لوگ اس کے حسن وجمال،مال ودولت،خاندان کو دیکھ کر کرتے ہیں اور کچھ افراد اس کی دینداری وشرافت کو دیکھ کر۔مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کے انتخاب میں نیکی وشرافت اور دینداری کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’تنکح المرأۃ لأربع لمالہا ولحسبہا ولحسنہا ولدینہا فاظفر بذات الدین تربت یداک‘‘۔(۳)

(عورت سے نکاح چار چیزوں کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔(۱)اس کے مال ودولت کو دیکھ کر(۲)اس کے بڑے خاندان کو دیکھ کر(۳)اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر(۴)اور اس کی دینداری کو دیکھ کر،تو دیندار عورت سے نکاح کرو تمہارا بھلا ہوگا۔)

لڑکی کے انتخاب میں دینداری کو ترجیح دینے کی قدر وقیمت کا اندازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ہوتا ہے،جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’إن الدنیا کلہا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ‘‘۔(۱)

(دنیا سب کی سب جلد چلی جانے والی نعمت اور سامان ہے اور دنیا کی سب سے بڑی نعمت نیک عورت ہے۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی والوں کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا رشتہ ایسے شخص سے کریں،جس میں دینداری ہو،سیرت وکردار ہو اور اخلاق ومحاسن ہوں،محض مال ودولت،آمدنی اور عہدہ کو دیکھ کر نہ کریں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

’’إذا خطب إلیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ ألا تفعلوا تکن فتنۃ فی الأرض وفساد عریض‘‘۔(۲)

(جب تمہارے پاس نکاح کا پیغام ایسا شخص لائے،جس کی دینداری اور اخلاقی حالت سے تم مطمئن ہو تو اس سے نکاح کردو،اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑی خرابی پیدا ہوگی۔)

صالح قدریں معاشرہ کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں ان کی حفاظت وبقاء کی ذمہ داری ہر ایک کی ہے اور صالح معاشرہ کی بنیاد صالح خاندان اور صالح خاندان کی بنیاد صالح

جوڑا ہے؛ اس لیے شادی کے وقت جوڑے کے انتخاب میں لڑکا اور لڑکی کی صالحیت اور دینداری کا خیال رکھا جائے؛ تاکہ صالح معاشرہ کی بنیاد پڑے ایسا نہ ہو کہ ایک غلط قدم تباہی اور معاشرہ کی بربادی کا پیش خیمہ ہو جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا احادیث اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی کے انتخاب میں اخلاق و کردار کی بہتری اور دینداری کی صفت کو ملحوظ رکھنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حقیقی چچازاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کردی تھی، اسی طرح بہت سے صحابہ نے اپنی لڑکیوں کی شادی ایسے افراد سے کی جو دنیاوی اعتبار سے جاہ و منزلت یا خاندانی معیار میں کم تر تھے، مگر دین داری میں بہتر تھے، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اصل معیار دینداری ہے۔

البتہ نکاح میں مناسبت کو بھی دیکھا جاتا ہے؛ تاکہ ازدواجی زندگی میں ناہمواری نہ ہو اور زندگی پر سکون گزرے، اسی کا نام کفو ہے، جس میں لڑکا اور لڑکی کے معیار اور خاندان میں مناسبت کو تلاش کیا جاتا ہے۔ شریعت کی نگاہ میں کافر کو چھوڑ کر ہر مسلمان مرد کا کسی بھی خاندان کی مسلمان عورت سے نکاح ہو سکتا ہے، جس کی اجازت اللہ جل شانہ نے دی ہے۔

نکاح سے پہلے رشتہ کو پیش کیا جاتا ہے، اس رشتہ کو پیش کرنے کا نام منگنی ہے، مگر یہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے، جس میں دونوں طرف سے فضول خرچیاں ہوں اور دعوتیں کی جائیں؛ بلکہ جب رشتہ کو پیش کرنا ہو تو اس سے پہلے یا اسی وقت فریقین یا ان کے اولیا ایک دوسرے کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں اور نکاح سنت طریقہ پر کردیں اور بارات کے اس سسٹم کو ختم کریں، جس میں فضول خرچی اور بے پردگی اب عام بات ہوتی جارہی ہے؛ بلکہ بارات میں مردوں کے ساتھ اب عورتیں بھی شریک ہونے لگی ہیں، جس کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری جانب لڑکی والوں کو بارات والوں کی فرمائش پر رہائش، سواری اور پر تکلف کھانوں کا بھی نظم کرنا پڑتا ہے، حالاں کہ نکاح کو آسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور لڑکی والوں پر کوئی مالی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے؛ بلکہ ولیمہ کی سنت لڑکا کے لیے ہے کہ جب وہ نکاح کرلے تو اس کے بعد ولیمہ کرے اور ولیمہ میں بھی کسی طرح کی فضول خرچی یا نمود و نمائش نہ کرے۔

نکاح کے بعد لڑکے والوں کی طرف سے دعوت ولیمہ دی جاتی ہے، دعوت ولیمہ کا مقصد نکاح جیسی نعمت کے حصول پر مسرت کا اظہار اور اعزہ و اقارب، دوست واحباب اور پڑوس میں رہنے والوں کو شریک کرنا ہے؛ لیکن اس میں بھی اس قدر خرچ کرنا کہ بعد میں افسوس و ندامت ہو، یا قرض کی نوبت آئے، مناسب نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں ولیمہ میں بھی سادگی تھی، بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح کا ولیمہ چند سیر جو سے بنائے ہوئے کھانا یا ستو سے کیا اور بعض دفعہ ولیمہ میں گوشت کھلایا، جیسے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری ذبح کر کے اس کے گوشت سے ولیمہ کیا۔ ایک موقع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أولم ولو بشاۃ''۔(۱)

(ولیمہ کرو، چاہے اس میں صرف ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔)

ولیمہ کی دعوت میں شریک ہونا مسنون ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''إذا دعی أحدکم الی الولیمۃ فلیأتھا''۔(۲)

(جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس میں شرکت کرے۔)

دعوت ولیمہ میں اپنے اعزہ واقارب اور معززین کی فہرست میں غریب و نادار کی شمولیت ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ لھا الاغنیاء و یترک الفقراء''۔(۳)

(سب سے برا کھانا ولیمہ کی وہ دعوت ہے، جس میں مال داروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کردیا جائے۔)

اسی طرح نکاح کے موقع پر نکاح سے پہلے، یا اس کے بعد تلک وجہیز کا مطالبہ شریعت کے خلاف عمل ہے، اسلام میں بابرکت نکاح وہ ہے، جس میں کم خرچ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''إن أعظم النکاح برکۃ أیسرہ مؤنۃ''۔(۱)

(وہ نکاح بابرکت ہے، جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔)

لیکن افسوس کہ ہمارا ہندوستانی معاشرہ اسلامی تعلیمات واحکامات کے برخلاف جہیز کی لعنت میں مبتلا ہے اور یہ معاشرہ میں مصائب وآلام کا سبب ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سلسلہ میں عورتوں کی جانیں بہت زیادہ جارہی ہیں اور اس لعنت کی ذمہ دار مرد کے ساتھ ساتھ خود عورت بھی ہے کہ جب وہ ایک بیٹی کی ماں ہوتی ہے تو چاہتی ہے کہ میری بیٹی کیشادی آسانی سے کسی طرح ہوجائے؛ لیکن جب وہ ایک لڑکے کی ماں ہوتی ہے تو اس وقت تمام اعزہ واقارب اور شوہر کی بات کو ٹھکرا کر جہیز کا مطالبہ کرتی ہے اور اس کے بغیر شادی کے لیے تیار نہیں ہوتی ہے۔ بعض علاقوں میں جہیز کے علاوہ لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ لڑکے کی مالی، تعلیمی حالت کے مطابق یہ رقم ادا کی جاتی ہے، ایسا کرنا صریح گناہ اور ظلم وزیادتی ہے۔

نکاح کے بعد اس رشتہ کو پائیدار اور مستحکم بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، اللہ جل شانہ نے مرد اور عورت کے دل میں محبت ورحمت کا جذبہ پیدا کیا ہے؛ اس لیے ہر ممکن کوشش کی جائے کہ یہ پاکیزہ رشتہ قائم رہے اور آپسی محبت ورحمت میں اضافہ ہو۔

ہر ہفتہ براہ راست خطبہ جمعہ حاصل کرنے اور اہم اصلاحی موضوعات اور بورڈ کی اہم شخصیات پر گرانقدر مضامین حاصل کرنے کے لئے اپنا نام اور پتہ درج نمبر پر بذریعہ وہاٹس ایپ ارسال کریں۔

+919834397200

سوشل میڈیا ڈسک آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ